تبصرے

جوہر نامہ ۔ مرتبہ جناب حکیم محمد عرفان الحسینی ۔
خوشنما ٹائٹل، ضخامت ۲۲۴ ۔ چالیس روپے صرف ۔
شائع کردہ :۔ محمد علی لائبریری ۔ ۶، اے کنائی میل اسٹریٹ کلکتہ ۲۳
مندرجہ ذیل جگہوں سے اسے قیمتاً دستیاب کیا جا سکتا ہے ۔

(۱) مکتبہ "برہان" اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶
(۲) دانش محل، امین آباد لکھنؤ ۔
(۳) اسلامیہ بک ڈپو، طلاق محل، کانپور
(۴) عثمانیہ بک ڈپو، لورچیت پور روڈ کلکتہ ۷۳
(۵) محمد علی لائبریری کلکتہ ۲۳ ۔

جوہر نامہ، رئیس الاحرار مولینا محمد علی جوہر مرحوم کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں پر برصغیر کے ممتاز اہل قلم نامور صحافی مستند نقاد اور مشہور ادیبوں کے مضامین و مقالات پر مشتمل مجموعہ کا نام ہے۔ جو محمد علی جوہر لائبریری کے زیر اہتمام کلکتہ میں ۱۹۸۰ء میں منعقدہ دو روزہ سیمینار میں پڑھے گئے تھے۔ ان کی اہمیت و افادیت کو محسوس کرتے ہوئے ملت کی ایک بے لوث مخلص اور لائق و ہونہار

ہستی حکیم محمد عرفان الحسینی کنوینر مولانا محمد علی سیمینار کمیٹی نے خاص اہتمام اور سلیقہ مندی کے ساتھ اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ کتابت وطباعت کے معیار کو بہر صورت قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن جو چیز مرتب کے بس میں نہیں ہے اس میں مکمل کامیابی محال ہی ہے۔

مولانا محمد علی جوہر ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو ملت اسلامیہ کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ یو پی کی ایک نوابی ریاست رامپور میں پیدا ہو کر ابتدائی تعلیم مدرسوں واسکولوں سے اور پھر علی گڈھ مسلم یونیورسٹی اور آکسفورڈ انگلینڈ سے علم ومرتبہ کی ڈگریوں پر ڈگریاں حاصل کر کے ہندوستان میں چھکے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں، ملی ہمدردی وتڑپ اور جذبۂ خلوص کی وجہ سے دنیا میں خصوصاً عالم اسلام پر چھا گئے۔ بڑی ہی طوفانی شخصیت تھی۔ مولانا محمد علی کی۔ مغربی ومشرقی علوم سے آراستہ وپیراستہ تھے۔ لیکن معاشرت میں صرف اور صرف اول تا آخر مشرقی ہی نئے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، زبان پر نام مالک حقیقی اللہ رب العزت اور اس کے حبیب پاک رسول برحق صلعم کا اور دل کی گہرائیوں تک میں قال اللہ وقال رسول اللہ کا ورد ہر دم جاری رہتا تھا۔ انگریزی میں تقریر کریں یا ہیں اردو میں خطاب کریں، اس میں خدا کا نام ضرور لے آتے تھے اور سننے والوں پر عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ہر سننے والا ان کا مداح، ہر جاننے والا ان کا معتقد اور جس نے ان کو اچھی طرح سمجھ لیا وہ تو بس ان ہی کا پرستار وشیدائی بن جاتا۔ کمال اور غضب کا جادو تھا۔ ان کی باکمال اور باصفات شخصیت میں وہ شاعر بھی تھے اور صحافی بھی، الیڈر بھی تھے اور صاحب علم ومطالعہ بھی تھے۔

زیر تبصرہ کتاب جوہرنامہ کا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت کو اس دور کے قاری کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔ مولانا کے ہم عصر ڈاکٹر اقبالؒ، علامہ سلیمان ندویؒ، انگریز مصنف ایچ۔ جی ویلیس، انگریز افسر مڈلٹن، مولانا مناظر احسن گیلانی

یاتاکا ندھی، پنڈت جواہر لال نہرو و عیرہم کی بھی تلی آراء مولینا محمد علیؒ سے متعلق پڑھنے کے لائق میں اضافہ کا باعث ہیں۔ خود مرتب حکیم محمد عرفان الحسینی صاحب کا مختصرابتدائیہ اور انتخاب کلام جوہر موضوع نے قاری کی توجہ منعطف کی ہے۔

سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ کے مقالہ بعنوان "ہم مولینا محمد علی جوہر سے کیا سیکھ سکتے ہیں": میں کانگریس کے ایک سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں مولینا محمد علی کی تقریروں سے یہ اقتباس آج ہندوستانی رہنماؤں کے لئے رہنما ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (صفحہ ۴۷)

"یہ بات مسلّم اور یقینی ہے کہ نہ ہندو ہی مسلمانوں کو معدوم کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے نجات مل سکتی ہے۔ اگر ہندو اس قسم کی تدبیر سوچتے ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اس موقع کو اس وقت کھو دیا جب کہ محمد بن قاسمؒ نے بارہ سو سال قبل سرزمین سندھ پر اپنا قدم رکھا۔ اس وقت تو مسلمان قلیل تعداد میں تھے۔ اور اب تو ان کی تعداد سات کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر مسلمانوں کو اس قسم کا خیال ہے تو انہوں نے بھی اپنا موقع ہاتھ سے کھو دیا ہے، جب کہ وہ کشمیر سے راس کماری اور کراچی سے چٹاگانگ تک حکمراں تھے۔ اس وقت اگر وہ چاہتے تو ہندوؤں کی نسل کو فنا کر سکتے تھے۔ فارسی کی کیا خوب مثل ہے۔

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خویشتن بزن

جب کوئی چارہ کار نہیں کہ دونوں فریق ایک دوسرے سے چھٹکارہ پا سکیں تو ان کو ایسی صورت نکالنی چاہیئے کہ ایک دوسرے کی معاونت تسلیم کی جائے۔"

جوہر نامہ میں مضامین و مقالے سب ہی قابل مطالعہ ہیں۔ اور بعض مضامین تو خوب بہت ہیں۔ برہان میں اس تبصرے کے ساتھ بعض اقتباسات نقل کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر جگہ کی قلت کی مجبوری ہے صفحہ ۱۴۴ پر مولانا محمد علی جوہر کی گھریلو

زندگی کا ایک جائزہ " خالدہ حسینی کے قلم سے بڑے دلچسپ انداز میں تحریر ہے۔ جس میں ان کی والدہ محترمہ اور بڑے بھائی شوکت علی کا ذکر بھی ہے۔ بڑے بھائی شوکت علی نے اپنے چھوٹے بھائی محمد علی کے بارے میں لکھا ہے۔

" جب بی۔ اے کے امتحان کا وقت آیا تو میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس کرے گا۔ تو ضرور اس کو انگلستان سول سروس کے لئے بھیج دوں گا، روپیہ کہیں سے بھی لاؤں گا۔ چنانچہ اس نے محنت کی اور یونیورسٹی میں اوّل آیا اور میں اس کو لے کر رامپور گیا اور نواب صاحب رامپور سے، جو مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ دس ہزار روپیہ اپنی ضمانت پر قرض لیا۔ اور ہزار روپیہ سالانہ قسط ادائی کا وعدہ کیا۔ دس ہزار روپیہ دیکر اسے آکسفورڈ ڈگری اور سول سروس کے امتحان کے لئے بھیج دیا" ......

" شوکت علی، محمد علی سے جدا ہونے کا نقشہ کھینچتے ہوئے یاد کرتے ہیں کہ۔ بی اماں اور مرحومہ اہلیہ برقع پہنے ہوئے اسٹیشن پر اسے پہنچانے گئی تھیں۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ بی اماں نے گلے لگایا تھا اور صرف یہ نصیحت کی تھی کہ " بیٹا اسلام اور خاندان کی عزت کو دھبّہ نہ لگانا۔ جاؤ خدا حافظ " ہم تینوں کا دل بھرا ہوا تھا۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ مگر خوشی بھی تھی کہ جس کام کا ارادہ کیا تھا۔ خدا نے اس کا سامان کر دیا ...۔ محمد علی سیکنڈ کلاس کے دروازے میں کھڑا تھا اور بھرائی ہوئی آواز سے ہم کو خدا حافظ کہتا تھا۔

(ماخوذ از صفحہ ۱۹۳، جوہر نامہ)

ہر مضمون اپنی جگہ مکمل اور مولینا محمد علی کی شخصیت کے ہر پہلو پر سیر حاصل معلومات فراہم کرنے والا ہے۔ اُردو زبان میں مولینا محمد علی جوہر پر مستند کتابیں شائع ہیں۔ ان میں مولینا عبدالماجد دریابادی کی "محمد علی، ذاتی ڈائری" ان کی شخصیت پر از معلومات کا خزانہ ہے۔ لیکن یہ اب آسانی سے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن جوہر نامہ مرتبہ حکیم محمد عرفان الحسینی اس کمی کو دور کرتی ہے